مواعظ اختر
نمبر ٦١

حصولِ ولایت کا راستہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: حصولِ ولایت کا راستہ

نامِ واعظ: محی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: بروز جمعرات بعد فجر ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۴ اپریل ۱۹۹۱ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: نسبت مع اللہ کی قیمت اور اس طریقۂ حصول گناہوں کو چھوڑنے کا مجاہدہ، صحبتِ شیخ اور اتباعِ سنت ہے۔

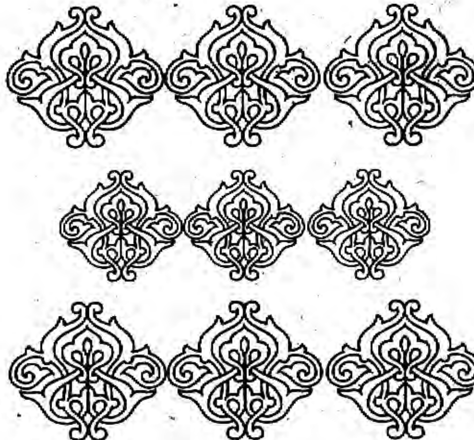
مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر





حصولِ ولایت کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
(سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۵۷)

بغیر تقویٰ کے ولایتِ خاصہ عطا نہیں ہوگی

اے ایمان والو! اللہ ہر مؤمن کا ولی اور دوست ہے لیکن جب تک تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار نہیں کرو گے اور گناہوں سے نہیں بچو گے تو ولایتِ عامّہ کی زندگی تو بن جائے گی مگر ولایتِ خاصّہ سے محروم رہو گے یعنی بغیر تقویٰ کے خاص ولی نہیں ہو سکتے ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان کا کرم تو دیکھئے کہ ہمیں ولایتِ عامہ سے نکال کر ولایتِ خاصہ عطا فرمانے کی ترکیب بتا رہے ہیں۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! اے ولایتِ عامہ کے حاملین! کَانُوْا یَتَّقُوْنَ اگر تقویٰ اختیار کرلو تو تم ہمارے خاص ولی بن جاؤ گے۔ اور تقویٰ حاصل کرنا یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر میں اور اللہ کو خوش کرنے کی فکر میں بے چین رہو، جائز اور ناجائز کا غم دل میں رکھو کہ مجھ سے کوئی کام ایسا نہ ہوجائے جس سے میرا مالک ناخوش ہوجائے اور ہر وقت اس بات کو تلاش کرو کہ کیا عمل کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی اور خوش ہوجائیں۔ مگر نفس و شیطان اور معاشرہ کہتا ہے ارے میاں! مزے اُڑاؤ، اللہ میاں ناخوش ہوں، ہوتے رہیں۔

سب سے بڑا دشمن نفس ہے

یہ نفس ایسے لوگوں کو بہت پٹواتا ہے، جو لوگ نفس کی غلامی کرتے ہیں اور نفس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں ان کو ہر طرف سے پریشانیاں، پٹائی، ذلت اور خواری نصیب ہوتی ہے، اس لیے شاعر کہتا ہے ؎

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے
تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

اس کی بدکاریوں پر ہر طرف تبصرہ ہوتا ہے کہ دیکھو فلاں آدمی ایسا نالائق ہے۔ تو نفس ہمیں نالائق کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور ہماری دنیا اور آخرت برباد کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ ہمارا اندرونی دُشمن ہے،

اِنَّ اَعْدٰی عَدُوِّكَ فِیْ جَنْبَیْكَ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: کتاب الامارۃ والقضاء، ج۱۱، ص۳۲۹)

ہمارا سب سے بڑا دُشمن ہمارے اندر موجود ہے اور اندر کا دُشمن بہت خطرناک ہوتا ہے، ہمارا سب سے بڑا دُشمن ہمارے پہلو میں، ہمارے دل میں گھسا ہوا ہے، اس کا نام نفس ہے۔

نفس کی تعریف

اب دیکھیں کہ نفس کی تعریف کیا ہے؟ نفس کیا چیز ہے؟ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے نفس نام ہے مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ کا یعنی طبیعت کی وہ خواہشیں جس سے خدا ناراض ہو بس اسی کا نام نفس ہے۔

گناہ چھوڑے بغیر ولایتِ خاصّہ نصیب نہیں ہوسکتی

تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمیں اپنا خصوصی تعلق عطا فرمانا چاہتے ہیں،

ہم ایمان لانے سے عام ولی اللہ تو ہو گئے لیکن خاص ولی اللہ نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اس وقت تک ولایتِ خاصہ نصیب نہیں ہو سکتی جب تک ہم نافرمانی نہ چھوڑیں اور نعمت کا شکر بھی تقویٰ ہی ہے۔ جو شخص روٹی کھا کر کتنا ہی کہے کہ اللہ تیرا شکر ہے، اللہ تیرا شکر ہے، لیکن اگر اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتا تو یہ شخص شکر کی حقیقت تک نہیں پہنچا اور اس کی دلیل ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۝﴾

(سورۃ اٰل عمران، آیت:۱۲۳)

تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم شکر گذار بن جاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جو تقویٰ اختیار نہیں کرتا وہ حقیقتاً شکر گذار بندہ نہیں ہے۔

ولایتِ خاصہ کے دو اجزاء

لوگ سمجھتے ہیں ولی اللہ بننا بہت مشکل کام ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ بہت آسان ہے، ایک جز تو تمہارے پاس موجود ہے کہ تم مؤمن ہو۔ اللہ کا ولی کون ہے؟ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا جو ایمان والا ہے۔ ہم سب اٰمَنُوۡا یعنی ایمان والے ہیں یا نہیں؟ صرف کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ یعنی تقویٰ کی ضرورت ہے اور اٰمَنُوۡا میں ایمان ماضی سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ آدمی ایمان تو ایک دفعہ لاتا ہے لیکن کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ میں تقویٰ کو مضارع سے بیان کیا ہے کیونکہ اس میں تجدد استمراری کی خاصیت ہوتی ہے۔ کیا مطلب کہ تقویٰ ٹوٹتا رہے گا اور تم جوڑتے رہو گے، جب کبھی تقویٰ ٹوٹ جائے تو دو رکعت توبہ پڑھ کر پھر سے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کا عہد کر لو، بس دوبارہ متقی ہو گئے۔ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

شیخ کے اخلاق طالب کے قلب میں کب منتقل ہوتے ہیں؟

آپ دنیا میں بھی دیکھئے کہ جیسی صحبت ہوگی ویسا اثر پڑتا ہے۔ میں ٹنڈو جام گیا، ایگری کلچر ڈپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر میرے ہم وطن یعنی اعظم گڑھ کے ہیں، تو انہوں نے مجھے دکھایا کہ ہم دیسی آم کو لنگڑا آم بنارہے ہیں، دیسی آم کی شاخ کو لنگڑے آم کی شاخ سے پیوند کیا ہوا ہے اور پٹی بہت کس کر باندھی ہوئی ہے۔ میں نے کہا اتنی زور سے پٹی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر یہ تھوڑا سا بھی ڈھیلا ہوجائے، lose ہوجائے تو پھر اس میں لنگڑے آم کی خاصیت منتقل نہیں ہوگی۔ تو میں نے کہا کہ اسی طرح سے اللہ والوں سے دوستی بہت پکی کی جاتی ہے تب اس ولی اللہ کے اخلاق اور سیرت اور اس کی تمام اچھی اچھی عادتیں اس مرید میں منتقل ہوجاتی ہیں ورنہ اس کا دل دیسی دل ہی رہتا ہے۔ اگر کوئی دیسی دل اللہ والوں کے دل سے مضبوط پیوند کرے تو اس اللہ والے کی محبت، یقین، ایمان کی ساری نعمتیں اس دیسی دل میں منتقل ہوجائیں گی۔

تو میں نے کہا کہ بھئی سائنس دانو! تم جو دیسی آم کو لنگڑا آم بنارہے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تو یہی نسخہ بیان فرمارہے ہیں کہ:

﴿وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۱۹)

اگر تم تقویٰ والی زندگی چاہتے ہو کہ ہم ولی اللہ بن کے اللہ کے پاس جائیں، جانا تو سب کو ہے، یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو یہاں کا نیشنل ہو اور کہے کہ ہم کبھی نہیں جائیں گے۔ جانا تو سب کو ہے لیکن کس طرح سے جانا چاہیے؟ اگر ہم کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ پر عمل کر کے یعنی اللہ والوں کی صحبت اُٹھا کر اور اپنے نفس کو مٹا کر اللہ کو خوش کر کے جائیں تو ہمارا منہ روشن ہوگا، اگر ناخوش کر کے گئے تو منہ سیاہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ نسخہ بتادیا۔

صحبتِ شیخ میں کتنا رہنا چاہیے؟

علامہ آلوسی السید محمود بغدادی مفسرِ عظیم فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے ساتھ کتنا رہو؟ ان کے ساتھ رہنے کی کیا مقدار ہے؟ تو اِس زمانے کے بزرگانِ دین، اللہ والے، اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ کم از کم چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو۔ جیسے مرغی کے پر میں اکیس دن انڈا رہتا ہے تو اس میں جان آجاتی ہے، اگر اکیس دن کا تسلسل نہ ہو، دس بارہ دن کے بعد مرغی انڈے کو بھگادے یا کوئی مرغی کو بھگادے تو اس تسلسل کے نہ ہونے سے پھر اس میں بچہ پیدا نہیں ہوگا، تو یہ ہے وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

بُری صحبت کی مثال

ایک بزرگ نے جیب سے تسبیح نکالی تو اس میں سے خوشبو آرہی تھی، کسی نے پوچھا کہ یہ خوشبو کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اس میں عطر نہیں لگایا لیکن میری جیب میں عطر کی شیشی موجود ہے، اس کی صحبت میں یہ تسبیح رہی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے پاس ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب! میرے آم کی شاخ سے نیم کی شاخ چھوگئی ہے، متصل ہوکر گذر گئی ہے یعنی نیم کی شاخ کی چھال دیسی آم کی شاخ کی چھال سے مل کر گذر گئی اس سے سارا آم کڑوا ہوگیا۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بُری صحبت سے کیا ہوتا ہے وہ اس مثال سے سمجھ لیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

درود شریف پڑھنا حصولِ ولایت کا ذریعہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کا لازمی جز ہے، بہت سے لوگ صرف

درود شریف پڑھنے کی برکت سے ولی اللہ ہوگئے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ درود شریف پڑھتے وقت بندہ دو کریم کے درمیان میں ہوجاتا ہے۔ جب اس نے کہا اَللّٰھُمَّ تو اللہ تعالیٰ کریم ہیں اور جب کہا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو اللہ کے رسول بھی کریم ہیں تو درود شریف پڑھتے وقت بندہ اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کے درمیان میں ہوتا ہے۔ تو حضرت یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ما ایم میانِ دو کریم

اے رب آپ بھی کریم ہیں اور آپ کے رسول بھی کریم ہیں، شکر ہے کہ ہماری کشتی دو کریم کے درمیان میں ہے۔ جس کی کشتی دو کریم کے درمیان ہوگی وہ کیسے ڈوبے گی؟ درود شریف کی یہ فضیلت ایسی ہے کہ دونوں ہاتھ میں لڈو ہیں، اللہ کے نام کا لڈو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا لڈو۔ دونوں ہاتھ میں لڈو بہت مشکل سے ملتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے درود شریف کے اندر یہ فضیلت رکھ دی۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

صاحبِ قصیدہ بُردہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں عربی زبان میں نعت لکھی ہے۔ جب انہوں نے نعت مکمل کی تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری تعریف میں تم نے جو نعت کہی ہے وہ مجھے سناؤ، جب انہوں نے نعت سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوم رہے تھے، جب قصیدہ بُردہ ختم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ میں بیمار ہوں، میں چاہتا ہوں میری بیماری اچھی ہوجائے، میرا سارا جسم برص کے داغوں سے سفید ہوگیا ہے، لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجیے کہ میرا مرض اچھا ہوجائے تو

حضور ﷺ نے خواب ہی میں اپنا دستِ مبارک ان کے جسم پر پھیرا اور اس کے بعد ایک یمنی چادر تحفہ میں دی۔ اس سے ایک سنت معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی محبت میں کوئی بات پیش کرے تو زبان سے ماشاء اللہ کہنے کے ساتھ ساتھ اسے کچھ ہدیہ بھی دینا چاہیے، دیکھئے حضور ﷺ نے یمن کی دھاری دار چادر عطا فرمائی۔ جب یہ خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ جسم پر سے برص کے نشانات غائب ہیں اور یمن کی دھاری دار چادر سرہانے رکھی ہوئی ہے۔

اب مزید سنیے! صبح ان کے پاس ایک محدث آئے جو حدیث پڑھاتے تھے اور انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ وہ قصیدہ بُردہ جو آپ نے رات کو حضور ﷺ کو سنایا تھا وہ مجھے بھی سنایئے۔ تو علامہ بوصیری کہنے لگے کہ خدا کی قسم! ابھی تو میں نے ان اشعار کو روئے زمین پر کسی مخلوق کو نہیں سنایا، نہ ہی کسی سے ان کا تذکرہ کیا، تم کو کیسے پتا چلا؟ تو انہوں نے کہا کہ جب تم یہ اشعار حضور ﷺ کو سنا رہے تھے اور حضور ﷺ جھوم رہے تھے تو میں بھی اس مجلس میں تھا۔

درود شریف پڑھنے کی فضیلت

تو دوستو! ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس درجات بلند ہوتے ہیں، دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری فرماتے تھے کہ جب درود شریف پڑھو تو یہ تصور کرو کہ حضور ﷺ پر ہر وقت اللہ کی رحمت کی جو بارش ہو رہی ہے، تو جب ہم کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اے اللہ! رحمت نازل فرما نبی ﷺ پر تو سمجھ لو کہ حضور ﷺ پر ہر وقت رحمت کی بارش ہو رہی ہے اور یہ تصور کرو کہ اللہ کے نبی کے صدقہ میں ہم پر بھی رحمت کی اُس بارش کے چھینٹے

پڑھ رہے ہیں، اور فرماتے تھے کہ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی برکت سے خاتمہ بھی ایمان پر ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی نعمت ہے کہ اس کی برکت سے خاتمہ بھی ایمان پر نصیب ہوتا ہے۔ دیکھئے! اگر کوئی شخص کہے کہ آپ اپنے بچے کو لڈو کھلا دیجیے کیونکہ یہ بچہ لڈو بہت پسند کرتا ہے تو بابا اس کہنے والے کو بھی لڈو کھلائے گا اور اس سے محبت بھی کرنے لگے گا کہ یہ میرے بچے سے محبت کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کی درخواست کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو اپنی رحمت سے نوازتا ہے، وہ کریم مالک ہے، دیکھتا ہے کہ میرا یہ بندہ میرے محبوب کے لیے ایسی درخواست کررہا ہے تو میں اس کو بھی محروم نہیں کرتا۔

ولی اللہ کے لئے کرامت نہیں، اتباعِ سنت ضروری ہے

تو میں عرض کررہا تھا کہ اللہ کا ولی بننے کا نسخہ تقویٰ ہے۔ آج کل لوگ سمجھتے ہیں کہ جو ہوا میں اُڑتا ہے وہ ولی اللہ ہے۔ ولی کے لیے کرامت شرط نہیں ہے، اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت شرط ہے، اگر وہ سنت اور شریعت کے خلاف کرتا ہے، نہ روزہ نہ نماز اور کلفٹن پر سمندر کے کنارے ننگ دھڑنگ بڑے بڑے بال، لنگوٹی باندھے، آنکھ بند کیے بیٹھا ہوا سب کو سٹہ کا نمبر بتا رہا ہے، تو ایسے فقیر مردود ہیں، جو جوئے کا نمبر بتائے وہ ولی اللہ ہوسکتا ہے؟ جوا حرام ہے یا نہیں؟ سٹہ کا نمبر بتانا، جوا کھلانا، گھوڑوں کی ریس، یہ سب چیزیں شریعت میں منع ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو ولی سمجھنا حرام ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

گر ہوا پہ اُڑتا ہو وہ رات دن
ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

جو سنت کا راستہ ترک کرے وہ اللہ کا ولی ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ والوں سے کسبِ فیض کی ایک شرط

اب ایک شرط اور بھی ہے وہ بیان کر کے بس ختم کرتا ہوں کیونکہ اس وقت سب پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ اللہ والوں کے ساتھ بھی ایک شرط کے ساتھ رہنا چاہئے جیسے نماز پڑھنے کے لیے وضو شرط ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بے وضو ہی نماز پڑھ لے تو نماز کیسے ادا ہوگی؟ تو اللہ والوں کے ساتھ رہنے کی بھی ایک شرط ہے:

﴿وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا﴾

(سورۃ العنکبوت، آیت:۶۹)

مجاہدہ کرو، لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا پھر راستے کھلتے ہیں۔ اور مجاہدہ کیا ہے؟ کوئی شخص رات دن پہلوان کے ساتھ رہے یا پائلٹ کے ساتھ اس کا بیٹا رہتا ہے، تو کیا خالی ساتھ رہنے سے ہوائی جہاز چلانا سیکھ جائے گا؟ ایک شخص کا باپ ڈرائیور ہے، گاڑی بہت عمدہ چلاتا ہے، اس کا بیٹا بھی وہیں بیٹھا رہتا ہے مگر سیکھنے کی مشقت نہیں اُٹھاتا، تو کیا وہ ڈرائیور ہوجائے گا؟ ایک شخص کا باپ حافظِ قرآن ہے، اس کا بیٹا ہر وقت ساتھ رہتا ہے تو کیا ساتھ رہنے سے اس کا بیٹا حافظ قرآن ہوجائے گا؟ تو کچھ مشقت اور محنت بھی کرنی پڑتی ہے۔ ایسے ہی اللہ والوں کے ساتھ رہے تو کچھ محنت بھی کرنی پڑے گی۔ ان کا بتایا ہوا ذکر اور پرہیز کرنا ہوگا وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا اللہ والوں سے صحیح فیض اُٹھانے کے لیے مجاہدہ شرط ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ کباب کے اجزا تو ملا لیے، قیمہ پیس لیا، اس میں بڑی الائچی، تیز پات سب مصالحے ڈال دیئے لیکن یہ کباب مجاہدہ سے ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیں تیل میں مت تلنا، ہمارے نیچے آگ مت جلانا، ہمارا

کلیجہ گرم نہ کرنا تو وہ آدمی کہے گا کہ ارے ظالم! اگر تو کچا ہی رہے گا تو جو تجھے کھائے گا وہ تھوکے گا اور یہی شعر کہے گا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرہ خوں بھی نہ نکلا

ذرا سا مجاہدہ کرلیں، پھر دیکھیں کیا مزہ آتا ہے۔ تو جب کباب تلے جانے پر راضی ہوگیا، تو اس کے نیچے آگ جلائی، کڑھائی میں سرسوں کا تیل ڈالا اور اس کباب کو الٹ پلٹ کر سینکا پھر جب کباب لال ہوا تو اس کی خوشبو محلہ بھر میں پھیل گئی۔ جو لوگ مجاہدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی خوشبو دور دور تک پھیلا دیتے ہیں۔ جنہوں نے زیادہ غم اُٹھایا، جنہوں نے زیادہ مجاہدہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دردِ دل میں اتنی خوشبو پیدا کی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر نوے لاکھ کافر مسلمان ہوگئے۔ بعض وقت بڑے بڑے علماء سے اتنا دین نہیں پھیلا جتنا اس اللہ والے سے پھیلا جو تقویٰ والا اور مشائخ کا صحبت یافتہ تھا، ایسی برکت اِس کی صحبت میں آجاتی ہے۔

مجاہدہ کی تفہیم کی ایک مثال

مجاہدہ کی مثال ایسی ہے جیسے دو آملے گرے ہوئے ہیں، ایک آملہ سورج کی شعاعوں سے خشک ہوگیا اور اس نے تربیت کی زحمت گوارا نہیں کی۔ دوسرے آملہ نے حلوائی سے کہا کہ بھئی مجھے لے چل اور میرا مربّہ بنادے تو حلوائی نے کہا کہ جانتے ہو مربّہ کیسے بنتا ہے؟ ہم تمہارے سوئی چبھوئیں گے یہاں تک کہ تمہارا کسیلا پانی یعنی اخلاقِ رذیلہ نکل جائیں۔ پھر شکر کا قوام تیار کرکے اس شیرے میں تمہیں ڈالیں گے پھر اس کے بعد طبیب لکھے گا کہ مربّہ آملہ گرفتہ از آب گرم شستہ ورقِ نقرہ پیچیدہ پھر گرم پانی سے دھوکر تم چاندی کے

ورق میں لپیٹ کر مفتی اعظم خورندووزیر اعظم خورندوزیر اعظم یا مفتی اعظم اوردل کے بیماروں کو دیئے جاؤ گے۔ آملہ کا مربّہ دل کی طاقت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آملہ نے کہا کہ اگر ہم تربیت نہ کرائیں تو کیا ہوگا؟ تو حلوائی نے کہا کہ پھر تمہیں حلوائی نہیں لے جائے گا، تربیت نہ کرانے کی وجہ سے درخت کے نیچے پڑے پڑے سورج کی شعاعوں سے تمہارا چہرہ کالا ہوجائے گا، بنیا لے جائے گا، اور کس طرح لے جائے گا؟ وہ تمہیں جھاڑو مارے گا، وہ تمہیں چُنے گا نہیں بلکہ جھاڑو مار کر اکٹھا کرکے بورے میں بھر کے لے جا کر دکان میں پھینک دے گا۔ آملہ نے کہا کہ پھر کیا کرے گا تو اس نے کہا کہ کوٹ چھان کر ترپھلا بنائے گا اور جب کسی کو قبض ہوگا تو آپ کو قبض کُشا کے طور پر، جمعداری کے طور پر، گٹر لائن صاف کرنے کے لیے رات کو چھ ماشہ کھلا کر کہا جائے گا کہ گرم پانی پی لو، صبح قبض صاف ہوجائے گا، پھر تم دل کی طاقت کے لیے استعمال نہیں کیے جاؤ گے۔ آپ دیکھ لیجیے! شیشے کے مرتبان میں مربّہ آملہ ہے اور کنستر میں ترپھلا کا سفوف رکھا ہوا ہے، دونوں کے مقاصد الگ الگ ہیں۔ اسی طرح تربیت کرانے سے انسان کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ جو عالِم اللہ والوں کی صحبت اور تربیت سے اللہ والا بن جاتا ہے اس کے دردِ دل سے عالَم روشن ہوجاتا ہے ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کررہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کررہا ہے

مجاہدہ کی چار تفاسیر

تو مجاہدہ کیا چیز ہے؟ مجاہدہ بھی اللہ والوں کی نگرانی میں ہونا چاہیے مثلاً ایئرپورٹ اِس طرف ہے اور کوئی دوسری طرف بھاگا جارہا ہے تو وہ جہاز کو پائے گا؟ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بس مجاہدہ کرو اور پسینہ گراؤ، چاہے مخالف سمت میں

جاؤ۔ اب اگر کسی کو جانا ہے کعبہ کی طرف اور بھاگا جارہا ہے بنارس کی طرف، تو بنارس کے مندر میں داخل ہوگا یا نہیں؟ وہ بیت اللہ میں داخل نہیں ہوگا۔ تو خالی مشقت کافی نہیں ہے، صحیح سمت کی طرف مشقت ہوتب وہ نتیجہ خیز اور ثمر آور ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے ساتھ تو رہو مگر ان کے مشورے اور نگرانی میں مجاہدہ بھی کرنا پڑے گا۔ جیسے دنیا میں حافظ کا بیٹا حافظ کے ساتھ رہے مگر قرآن شریف یاد کرنے کی مشقت بھی کرنی پڑے گی، پائلٹ کے بیٹے کو ہوائی جہاز چلانے کی اور ڈرائیور کے بیٹے کو گیئر وغیرہ سمجھنے کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی۔ تو وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا کی چار تفسیریں ہیں:

مجاہدہ کی پہلی تفسیر

(۱) اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی ابْتِغَآءِ مَرْضَاتِنَا

(تفسیر المظہری، ج۷، ص۲۱۶)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے مشقت اور تکلیف اُٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے لیے مشقت اُٹھاتے ہیں ان کے لئے لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنے قرب کے راستے کھولتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص کہے کہ صاحب ہم ذکر تو کرلیں گے، لیکن گناہ چھوڑنے کی مشقت بہت مشکل معلوم ہوتی ہے، یہ ہم نہیں اٹھا سکتے تو سمجھ لیجیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں ہے، اگر عاشق ہوتا تو کیا کہتا؟ اس پر مجھے اپنا ایک بڑا پیارا شعر یاد آ گیا۔

جان دے دی میں نے اُن کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

یہ اس فقیر کا شعر ہے۔ اللہ کا عاشق اگر مگر نہیں لگاتا۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کے اشعار یاد آ گئے۔

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
پھر اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے
میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا اُن کی طرح کوئی اگر ہے

تو مجاہدہ کی ایک تفسیر تو یہ ہوگئی کہ اللہ کو راضی کرنے میں جتنی مشقت ہو اس پر شکر ادا کرو تا کہ جب قیامت کے دن اللہ پوچھے کہ میرے لیے کیا مشقت اُٹھائی تو کہہ سکو کہ یا اللہ ہر وقت گناہوں کے تقاضوں سے جنگ جاری رکھی، کبھی مغلوب ہو گئے تو استغفار سے تلافی کی، آپ کو رو رو کے منایا اور جب غالب ہوئے تو آپ کا شکر یہ ادا کیا کہ آج نفس کو پچھاڑ دیا، آج نفس کی بات نہیں مانی۔

مجاہدہ کی دوسری تفسیر

مجاہدہ کی تفسیر نمبر دو ہے:

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِیْ نُصْرَةِ دِیْنِنَا

(تفسیر المظھری، ج ۷، ص ۲۱٦)

جو لوگ ہمارے دین کی نصرت اور اشاعت کے لئے مشقت اُٹھاتے ہیں۔

مجاہدہ کی تیسری تفسیر

تفسیر نمبر تین ہے:

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا

(تفسیر المظھری، ج ۷، ص ۲۱٦)

جو لوگ ہمارے احکام کو بجالانے کے لیے مشقت اُٹھاتے ہیں۔

مجاہدہ کی چوتھی تفسیر

اور تفسیر نمبر چار بہت زبردست ہے:

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی الْاِنْتِہَآءِ عَنْ مَّنَاہِیْنَا ·

(تفسیر المظهری ج ۷، ص ۲۱۹)

جو ہماری منع کی ہوئی باتوں یعنی گناہوں سے بچتے ہیں۔ پہلے والے جو تین نمبر ہیں بعض لوگ ان تینوں پر عمل کر لیتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے۔ جیسے پہلوان مرغی کا سوپ خوب پئے، انڈا خوب کھائے لیکن اگر جوڑ یا بازار سے زہر لا کر چپکے سے خود کھاتا ہے یا کوئی اسے کھلا دیتا ہے تو بولو وہ شخص پہلوان بنے گا؟ اسی طرح گناہ سے روحانیت کمزور ہو جاتی ہے، ہمارا جسم روح سے ہی قائم ہے، جو روح کو ذکر اللہ کی جتنی زیادہ غذا دیتا ہے اس کی اجتماعیت اور عناصر اربعہ اتنے ہی مضبوط ہوتے ہیں، وہ سر سے پیر تک پُرسکون ہوتا ہے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی سے روح کو کمزور کر دیتا ہے تو روح جس سے جسم کا قیام ہے، اس کا وجود خطرہ میں پڑ جاتا ہے، ایسے شخص کا ذہن ہر وقت منتشر رہتا ہے، پریشان رہتا ہے جس نے اللہ کو ناراض کیا، جس نے اللہ کو ناخوش کیا وہ کبھی خوشی نہیں پا سکتا، جس کو ہم خوشی سمجھتے ہیں وہ خوشی خیالی ہے، اصلی خوشی اللہ والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جو بھی اللہ کو خوش کرے گا اس کو خوش رکھنا احساناً اللہ کے ذمہ ہے۔ بتاؤ! خوشی کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ۔ تو خوشی پیدا کرنے والے کو جو خوش رکھتا ہے، آہ! اس کی خوشی کے عالَم کا کیا عالَم ہوگا۔ کاش! اللہ اپنی رحمت سے ہمارے آپ کے دل میں یہ حقیقت اُتار دے۔ جو خوشی پیدا کرنے والا ہے اس کو خوش کر کے دیکھو ان شاء اللہ دل میں اللہ تعالیٰ ایسی خوشی پیدا کریں گے کہ سلاطین و بادشاہوں کو اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ شیراز میں حافظ شیرازی ولی اللہ گذرے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی خوشبو دیتا ہے اور اپنے نام کی مٹھاس دیتا ہے تو اتنا مست ہو جاتا ہوں کہ کاؤس اور کے کی سلطنت کو ایک جو

کے بدلے میں خریدنے کو تیار نہیں ہوتا۔

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

ولی اللہ ایسے تھوڑی ہوتے ہیں کہ ذرا سی دنیا کی کوئی چیز دکھائی اور اس کے پیچھے بھاگے چلے گئے، دربدر پھر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو دربدر نہیں پھراتا۔

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی دو تفاسیر

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں کہ اگر تم یہ چار قسم کے مجاہدے کرلو تو لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم تمہاری ہدایت کے لیے ایک نہیں بے شمار دروازے کھول دیں گے اور ذرّہ ذرّہ سے تمہیں ہدایت بخشیں گے، جس ذرّہ کو تم دیکھو گے وہیں سے تمہیں خدا ملے گا، سارے عالم کا ذرّہ ذرّہ تمہارے لیے میرے قرب کی نشانی بن جائے گا۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی دو تفسیریں کی ہیں۔

سُبُلَ السَّيْرِ إِلَيْنَا

(تفسیر المظھری، ج۷، ص ۲۱۶)

میری بارگاہ کے دروازہ میں بھی تمہیں داخلہ مل جائے گا یعنی تم ہم تک پہنچ جاؤ گے۔

سُبُلَ الْوُصُوْلِ إِلٰى جَنَابِنَا

(تفسیر المظھری، ج۷، ص ۲۱۶)

یعنی ہم اپنے قربِ خاص کے دروازے بھی کھول دیں گے اور تمہیں اپنا درباری اور مقرب بنالیں گے۔

وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ کی تفسیر

آگے فرماتے ہیں وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ تعالیٰ ایسے مخلصین کو اپنا خاص قرب عطا کرتا ہے۔ یہاں احسان بمعنی اخلاص کے ہیں معلوم ہوا وہ شخص مخلص نہیں ہے جو ذکر وعبادت کا میٹھا میٹھا تو ہڑپ کرے اور جہاں اللہ تعالیٰ گناہ سے بچنے کی مشقت میں ڈالے وہاں سے بھاگ جائے۔ ذکر، وظیفہ پڑھنے کے لیے آج اُمت تیار ہے لیکن اگر گناہ چھوڑنے کو کہا جائے کہتے ہیں کہ صاحب یہ تو مشکل کام ہے مگر آپ گناہ کو چھوڑ دیجئے، اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیجیے پھر آپ دیکھیے گا آپ کو بلا الیکشن دل کی ایسی سلطنت ملے گی۔ جو بادشاہوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی۔ یہ خیالات اور توہمات کی باتیں نہیں ہیں۔ کر کے دیکھئے پھر ایسا نہ ہو تو کہنا کہ اختر کیا کہتا تھا۔

سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ اور ان کے وزیر کا ایک واقعہ

جب سلطان ابراہیم ابن ادھم نے سلطنتِ بلخ چھوڑی تو دریا کے کنارے غار نیشاپور میں عبادت کرنے لگے، ان کا ایک وزیر ان سے ملنے آیا، اس نے دل میں سوچا کہ اس مُلّا نے سلطنتِ بلخ چھوڑ دی، یہ تو بہت ہی بے وقوف ہے۔ حضرت پر اس کا کشف ہوا۔ حضرت نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور فرمایا اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔ اب وزیر دیکھ رہا ہے کہ کیا یہ اب دریا پر حکومت کرے گا۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں ماہیے اللّٰہیے
سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے

ایک لاکھ مچھلیاں منہ میں سونے کی سوئیاں لے آئیں، سلطان ابراہیم ابن ادھم نے

ڈانٹ کرفرمایا کہ میری لوہے کی سوئی لے آؤ۔ایک مچھلی نے غوطہ لگایااوران کی لوہے کی سوئی لاکردے دی، اب وزیر رونے لگا، جس نے حضرت کو بے وقوف مُلّا کہا تھا اس وزیر کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور اس نے کہا ہائے اللہ! میں کتنا نالائق ہوں کہ مچھلیاں جانور ہوکر آپ کے ولی کو پہچان گئیں اور میں انسان ہوکر اس ولی سے بے خبر ہوں، مچھلیوں نے تو آپ کے نیک بندہ کو پہچان لیا اور میں انسان ہوکر اس ولی اللہ کو نہ پہچان سکا۔ پھر چھ مہینہ وہ وزیر بھی ان کے ساتھ رہ کر ولی اللہ بن گیا۔

لذتِ نامِ خدا

تو دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعلق سے جو زندگی ملتی ہے وہ بہت ہی مزے دار زندگی ہوتی ہے۔ عقل ہی سے سوچ لو کہ جو دونوں جہان کے مالک کو راضی کرلے تو کیا دونوں جہان اس کے نہیں ہوں گے؟ اپنا ایک شعر یاد آیا؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے
ارے یارو! جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا
نہ لذت پوچھ پھر ذکرِ خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی

اللہ کے نام کی مٹھاس کو آپ معمولی سمجھتے ہیں؟ مولانا رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کہتا ہوں تو میرے دل میں دودھ اور چینی حل ہوجاتی ہے اور روح میں بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے؎

اللہ اللہ ایں چہ شیرین ست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کہتا ہوں تو میرا بال بال شہد کا دریا بن جاتا ہے۔

نامِ او چو برزبانم می رود
ہر بنِ مو از عسل جوئے شود

ایک دفعہ محبت سے اللہ کہہ دیجیے تو ہمدرد کا سارا شربت روح افزا اس کے مقابلہ میں کیا ہے، اسے زمین سے آسمان تک، شربت روح افزا بھرا ہوا محسوس ہوگا، اللہ کا ولی محبت سے ایک مرتبہ اللہ کہہ دے تو سارے شربت روح افزا اس کے سامنے فیل ہوجائیں گے۔ کہاں خالق کا نام اور کہاں مخلوق۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آں کہ قمر سازد

اے دل! یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔ اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔ جو لیلیٰ کو نمک دے سکتا ہے جس سے مجنوں پاگل ہوگیا تو خود اس اللہ کی ذاتِ پاک کتنی حسین ہوگی۔

علامتِ ولایت

اسی لیے جن کے قلوب میں خدا آتا ہے تو وہ اللہ والے سارے عالَم کے حسینوں سے مستغنی ہوجاتے ہیں۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لَو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جب اللہ دل میں آتا ہے تو سارے عالَم کی شمعیں بے نور ہوجاتی ہیں۔ یہ علامت ولایت کی ہے، جس کے دل میں خدا آتا ہے تو سلطنت وسلاطین کے تخت وتاج، مالداروں کے مال اور حسینوں کے حسن ونمک سب اس کی نگاہوں سے گرجاتے ہیں۔ آپ بتلائیے! سورج کا دوست ستاروں سے مستغنی نہیں ہوگا؟

یا کہے گا کہ کاش! مجھے ستارے نظر آتے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ماسوا اللہ سے مستغنی کر دیے جاتے ہیں۔ یہی دلیل ہوتی ہے کہ ان کے قلب میں اللہ آ گیا اور اگر کسی مالدار کو دیکھ کر کہا ہائے!

﴿یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ﴾

(سورۃ القصص، آیت:۷۹)

کاش مجھے بھی ایسا مال مل جاتا۔ تو سمجھ لو کہ ابھی اس کا دل نسبت مع اللہ کی دولت سے خالی ہے۔

جس حالت میں اللہ رکھے اس پہ راضی رہو

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مولوی صاحب گئے، کہنے لگے حضور! ذرا مالدار ہونے کے لیے دعا کر دیجیے۔ فرمایا ارے ظالم! میں نے سلطنت کے بدلہ میں یہ فقیری لی ہے، تجھ کو مفت میں ملی ہے اس لیے تو قدر نہیں کرتا۔ جس حالت میں اللہ رکھے بس ان کو راضی رکھو، مفت میں بادشاہت مل جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر ایک دفعہ اللہ کہنے میں دو سو سلطنت کا مزا آئے گا بقول جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ؎

لیکِ ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

اگر اللہ کے حضور میں ایک سجدہ قبول ہو جائے اور محبت سے سبحان ربی الاعلیٰ کہہ دو تو وہ سجدہ دو سو سلطنت سے افضل ہے ؎

پس بنالی کہ نخواہم ملکہا
ملکِ آں سجدہ مسلّم کن مرا

پھر روؤ گے کہ اے خدا! ہمیں سلطنت نہیں چاہیے، ہمیں اپنے سجدہ کی وہ

سلطنت عطا فرما دیجیے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مؤمن سجدہ کرتا ہے تو اس کا سر اللہ کے قدموں میں ہوتا ہے۔

مؤمن کی قیمت کا پتا قیامت کے روز چلے گا

تو دوستو! آج ایک بات کہنا چاہتا ہوں، انسان کی قیمت بلڈنگوں سے نہیں ہے، مرسڈیز کاروں سے نہیں ہے، تخت و تاج سے نہیں ہے، یہ جنہیں گارڈ آف آنر دئے جاتے ہیں، ان کے مرنے کے بعد جاؤ اور ان بادشاہوں کی قبروں سے پوچھو کہ آپ کو قبر میں کتنے گارڈ آف آنرل رہے ہیں؟ کتنی سلامیاں مل رہی ہیں؟ اور آپ دن رات میں کتنے سوٹ بدلتے ہیں اور کتنے ٹیلی ویژن اور اخباری رپورٹر آپ کی قبر کے اندر گھسے ہوئے ہیں جو آپ کے الفاظ نوٹ کر رہے ہیں۔

اس لیے دوستو! انسان کی قیمت جب لگتی ہے جب اس کا پیدا کرنے والا اس کی قیمت لگائے۔ دیکھئے! غلاموں کی قیمت کس سے لگتی ہے؟ مالک سے لگتی ہے۔ ایک غلام کو دس لاکھ غلام صبح شام سلام کرتے ہیں لیکن اس کا مالک ناراض ہے، لاکھوں آدمی کسی کو ہر وقت سلام کرتے رہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوں تو آپ بتایئے اس کی کیا قیمت ہے لہٰذا علامہ سید سلیمان ندوی بہت بڑے عالم گذرے ہیں، فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

میں یہ نہیں کہتا کہ مکان دکان چھوڑ کر سمندر پر چلے جاؤ، اسلام یہ نہیں سکھاتا، اسلام یہ سکھاتا ہے کہ نعمتوں کو مت پھینکو لیکن جتنی محبت نعمت سے ہے نعمت دینے والے سے اس سے زیادہ محبت کرو، بس اسلام اتنا ہی چاہتا ہے، اسلام ترکِ نعمت کا حکم نہیں دیتا لیکن اسلام اتنا کہتا ہے کہ نعمت دینے والے سے زیادہ

محبت کرو اور نعمتوں سے اس سے کچھ درجہ کم محبت کرو جیسے ہر وقت نعمتوں میں ہو مثلاً بیوی بہت حسین ہے، اس سے بات چیت ہو رہی ہے مگر جب اذان کی آواز آئے تو یہ حلال نعمت چھوڑ دو اور مسجد جاؤ۔ اسلام ایسا تنگ نظریہ نہیں ہے، اسلام بہت آسان ہے بس نعمتوں پر اللہ کی محبت کا غلبہ ہو۔ اور ایسا ایمان کیسے نصیب ہوگا، اسی کے لیے میں نے یہ آیت تلاوت کی ہے کہ کچھ دن اللہ والوں کے ساتھ رہو، ان شاء اللہ دل کی دنیا بدل جائے گی ۔

کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

ایک بزرگ جن کا نام بھیکا شاہ تھا، اپنے شیخ پیر و مرشد کو کہتے ہیں کہ حضور میں تو کوّا تھا، صبح اُٹھتے ہی میں گندگی کھاتا تھا یعنی گناہ کرتا تھا لیکن آپ نے مجھے ہنس چڑیا بنا دیا، اب میں موتی کھاتا ہوں یعنی اللہ کا ذکر کرتا ہوں ۔

کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار
بھیکا معالی پہ واریاں دن میں سو سو بار

تو بھیکا شاہ کہتے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ میں اپنے شیخ شاہ ابوالمعالی پر دن میں سو سو بار قربان ہو جاؤں کہ مجھ جیسے کاگا یعنی کوّا کو اس نے ہنس چڑیا بنا دیا، میرا دل ہی بدل دیا ۔

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں

آہ! یہ دردِ دل، یہ نسبت مع اللہ کیا چیز ہوتی ہے اس کے بارے میں اب میں زیادہ نہیں بولوں گا، اب میں خاموش ہوتا ہوں، اس کی تعبیر کے لئے اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے اپنے اولیاء کے اخلاق و اعمال، ان کا ایمان و یقین عطا فرما دیں۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں عرش کے اُٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں،

اس لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور جملہ اولیاء اللہ کی محبت نصیب فرمائے اور ہمارا ایمان و یقین اولیاء صدیقین تک پہنچا دے۔ اللہ اپنی محبت کی وہ مٹھاس، اپنی محبت کا وہ درد جو آپ اپنے دوستوں کے سینوں کو عطا فرماتے ہیں، ہم سب کو بھی بلا استحقاق اپنی رحمت سے نصیب فرما دیجیے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

